توحید

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
تمہارا معبود ایک ہی ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

X☆X☆X

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ
اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا

اسلام کے پانچ ارکان ہیں جن میں سب سے پہلا رُکن توحید ہے۔ توحید اسلام کی وہ اصل بنیاد ہے جس پر باقی چار ستون قائم ہیں۔ توحید کا معاملہ انتہائی حساس ہے۔ توحید کو اچھی طرح نہ سمجھنے اور اس کے کسی ایک بھی تقاضے کو پورا نہ کرنے کی صورت میں شرک جیسا ناقابلِ معافی گناہ جنم لیتا ہے۔ جس انسان کی توحید درست نہیں، اُس کی کوئی نیکی اللہ کے ہاں قابلِ قبول نہیں۔ لیکن جہالت اور دنیا پرستی کے اس دور میں توحید کو معمولی اور غیر اہم سمجھا جانے لگا ہے۔ توحید کے موضوع پر سب سے کم لکھا اور بولا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت توحید کا مکمل عقیدہ سمجھنے میں کوئی خاص دلچسپی نہیں رکھتی۔ اکثر لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ کلمہ پڑھ لینے کے بعد کوئی انسان مشرک نہیں ہوسکتا۔

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (106) ﴾ [یوسف : 12]

”اور نہیں ایمان لاتے اُن میں سے اکثر اللہ پر، مگر اس طرح کہ وہ شرک کرتے ہیں“

یعنی ہر دور میں کلمہ پڑھنے والوں کی اکثریت کے ایمان میں شرک کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ اس آیت کو پڑھنے کے بعد ایمان کا دعویٰ کرنے والا ہر انسان دیکھ لے کہ کہیں وہ مشرک تو نہیں؟ کہیں ہم توحید کے کسی تقاضے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شرک تو نہیں کر رہے؟ توحید کا لفظ عربی زبان کے لفظ **وَحَّدَ** سے اخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے ”ایک کرنا“۔ لغوی طور پر توحید کا مطلب ”ایک بنانا“ یا ”ایک ہونے پر اصرار کرنا“ ہے۔ مختصر الفاظ میں توحید سے مراد **”شھادہ ان لا الٰہ الا اللہ“** ہے، یعنی یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ توحید ہی تمام انبیاء کا دین تھا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ تک مبعوث کئے جانے والے ہر پیغمبر کا سب سے پہلا ہدف عقیدۂ توحید سمجھانا اور شرک سے بچانا تھا، یعنی ایک اللہ کی عبادت کا حکم دینا اور غیر اللہ کی عبادت سے روکنا۔

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (36) ﴾

”اور یقیناً ہم نے بھیجا ہر اُمت میں ایک رسول (یہ حکم دے کر) کہ اللہ کی عبادت کرو اور جھوٹے خداؤں (کی عبادت) سے بچو“ [النحل:16]

توحید کی دعوت عام نہ کرنا اللہ کے عذابوں کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جب کسی قوم میں شرک انتہا کو پہنچ جائے اور اُس قوم کے علماء اپنی زبان اور قلم کو توحید کی دعوت سے روک لیں، اللہ اُس قوم کو آسمان اور زمین کے عذابوں سے تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ (42) ﴾ ”کہو کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ تم سے پہلوں کا کیا انجام ہوا؟ اُن میں سے اکثر مشرک تھے“ [الروم : 30]

توحید جنّت میں داخل ہونے کی سب سے پہلی شرط ہے۔ اس لئے توحید سمجھنے اور سمجھانے میں سب سے زیادہ محنت ہونی چاہئے۔ اپنے گھر والوں اور دوستوں کو توحید سے متعلق لٹریچر تحفے کے طور پر دینا چاہئے۔ مشرکوں کو بُرا بھلا کہنے کے بجائے اُنہیں حکمت اور محبت سے توحید سمجھانے کی ضرورت ہے۔ کسی ایک انسان کا عقیدۂ توحید ٹھیک کر دینا دنیا کی ہر آسائش سے بہتر ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی بدعقیدگی کی انتہا کو دیکھتے ہوئے علمائے سلف نے توحید کو تین درجات میں تقسیم کیا۔ عقیدۂ توحید کی اصلاح اور مضبوطی کے لئے ان کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔

توحیدِ ربوبیت

عربی زبان میں پیدا کرنے والے اور قائم رکھنے والے کے لئے **ربوبیۃ** کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔اُردو میں ربوبیت ''ربّ'' سے اخذ کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کو کائنات کی ہر چیز کا خالق، مالک، رازق اور کائنات کے تمام امور کی تدبیر کرنے والا ماننا توحیدِ ربوبیت کہلاتا ہے۔

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (62)﴾

[الزمر: 39] '' اللہ ہی ہر چیز کو تخلیق کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر نگران ہے ''

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ (8)﴾ [الدخان:44]

''اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے، وہی ہے تمہارا ربّ اور تمہارے باپ دادوں کا ربّ''

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ (65)﴾ [مریم:19]

''آسمانوں کا ربّ اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے، سو اُس ہی کی عبادت کرو اور اُس کی عبادت پر قائم رہو''

اللہ کے ربّ ہونے کا انکار نہ تو پہلے مشرکین نے کیا اور نہ ہی آج کے مشرک ایسا کرتے ہیں۔مکہ کے مشرکین بھی اس توحید کو مانتے تھے۔

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ (31)﴾

''ان سے کہو! کون رزق دیتا ہے تمہیں آسمان سے اور زمین سے؟ کون مالک ہے دیکھنے اور سننے (کی قوتوں) کا اور کون نکالتا ہے جاندار کو بے جان سے اور (کون) نکالتا ہے بے جان کو جاندار سے اور کون انتظام کرتا ہے تمام امور کا؟ تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ'' [یونس:10]

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ   لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (63)﴾ [العنکبوت:29] ''اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کون برساتا ہے پھر زندہ کرتا ہے اس کے ساتھ زمین کو اُس کے مُردہ ہو جانے کے بعد، تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ۔ کہو الحمدللہ مگر اُن میں سے اکثر نہیں سمجھتے''

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (87)﴾ [الزخرف:43]

'' اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ اُنہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ نے ''

ان آیات سے واضح ہے کہ مشرکینِ مکہ اللہ تعالیٰ کو کائنات کا ربّ، زندگی اور موت کا مالک، کائنات کے امور چلانے والا، انسان کو تخلیق کرنے والا اور آسمان سے بارش نازل کرنے والا مانتے تھے لیکن اس اقرار کے باوجود اُن کے عقیدے میں شرک کی آمیزش رہی۔مشرکینِ مکہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان اس بات پر اختلاف تھا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ کی صفات اللہ کی مخلوق کو نہیں دی جا سکتیں۔یعنی مشرکینِ مکہ توحید العبادات اور توحید اسماء والصفات پر صحیح طریقے سے ایمان نہیں لائے تھے۔لہٰذا یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ صرف توحیدِ ربوبیت پر ایمان لانا کافی نہیں۔اللہ کی عبادت اور اللہ کی صفات کے تقاضوں کو پورا کیے بغیر انسان اہلِ توحید نہیں بن سکتا۔مکہ کے مشرکین اور آج کے دور کے مشرکین میں کوئی فرق نہیں۔آج کے مشرک بھی اللہ کو کائنات کا ربّ تو مانتے ہیں لیکن یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور کو مشکل کشا ماننا اللہ کی صفات میں اور قبر والوں سے فریادیں کرنا عبادت میں شرک ہے۔

توحید الاسماء و الصفات

اسماء ''اسم'' کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ''نام''۔اللہ تعالیٰ کے بابرکت ناموں کو اسماء الحسنیٰ کہا جاتا ہے۔صفات ''صفت'' کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ''خوبی''۔اللہ کے اسماء اور صفات پر کسی تاویل، کیفیت، تعطیل اور تمثیل کے بغیر ایمان لانا توحید الاسماء والصفات کہلاتا ہے۔توحید الاسماء والصفات کے پانچ تقاضے ہیں۔شرک سے بچنے کے لئے ان کو اچھی طرح سمجھنا اور ان کو پورا کرنا ضروری ہے۔

۱۔ اللہ کے اسماء وصفات کی قرآن اور صحیح احادیث کے علاوہ کوئی اور تاویل نہ کی جائے۔آیات واحادیث کے واضح معنوں کو من پسند معنی دینا تاویل کہلاتا ہے۔مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (5) ﴾ ''انتہائی مہربان اللہ اپنے عرش پر مستوی ہے'' [طٰہٰ:20] اس آیت کی چند صحیح احادیث سے بھی وضاحت ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سات آسمانوں کے اُوپر اپنے عرش پر جلوہ افروز ہیں۔اب اگر اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کا مطلب یہ بیان کیا جائے کہ اللہ عرش پر غالب ہے لیکن عرش پر موجود نہیں ہے تو ایسی تاویل کرنا گمراہی ہے۔قرآن اور صحیح احادیث میں اللہ کی صفات جس طرح بیان کی گئی ہیں، اُن پر ویسے ہی ایمان لانا لازم ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کی کیفیت نہ بیان کی جائے۔اللہ کی کسی صفت کا حوالہ صرف اسی طرح دیا جائے جس طرح قرآن اور احادیث میں دیا گیا ہے۔مثلاً اللہ نے فرمایا: ﴿ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ (67) ﴾ ''اور قیامت کے دن ساری زمین اللہ کے قبضے میں ہوگی اور آسمان اُس کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے'' [الزمر:39] اب اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کی کیفیت بیان کرنا جائز نہیں۔ہمیں یہ جاننے کی ضرورت نہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں کیسے سمیٹ لیں گے اور اُن کے پُرجلال ہاتھ کی تفصیلات کیا ہیں۔انسان کی عقل ناقص اور محدود ہے۔فانی انسان غیر فانی ربّ کی کسی صفت کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔

۳۔ اللہ کی صفات کو بغیر تعطیل کے مانا جائے۔اللہ کی صفات کی نفی کرنا تعطیل کہلاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی جن صفات کو قرآن میں بیان کیا ہے، اُن صفات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔مثلاً اللہ نے فرمایا: ﴿ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (48) ﴾ [الطور:52] ''اور اپنے ربّ کے حکم (کی تعمیل) کے لئے صبر کرو، یقیناً تم ہماری آنکھوں میں ہو'' اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی پُرجلال آنکھوں کا ذکر ہے۔اب مسلمان کے لئے یہ ماننا لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں ہیں۔اللہ کی اس صفت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔جو کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ اس آیت میں اللہ کی بصارت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یا اس کا فلاں مطلب ہے، وہ گمراہ ہے اور یہ اللہ کی صفت میں تعطیل ہے۔

۴۔ توحید الاسماء والصفات کا تیسرا تقاضا ہے کہ اللہ کی صفات کو اُس کی مخلوق کی صفات سے تمثیل اور تشبیہ نہ دی جائے۔ایسا کرنا جائز نہیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (11) ﴾ [الشوریٰ:42]

''اُس (اللہ) کے مثل کوئی چیز بھی نہیں اور وہ سب کچھ سُننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے''

اس آیت میں اللہ کی دو صفات بیان کی گئیں کہ وہ سب کچھ سُننے اور دیکھنے والا ہے۔سُننا اور دیکھنا تو انسان کی صفات بھی ہیں لیکن اللہ کے سُننے اور دیکھنے کو انسان سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔انسانی کان اور آنکھ ایک حد تک ہی سُن اور دیکھ سکتے ہیں۔لیکن اللہ کی نظروں سے کوئی پوشیدہ نہیں اور اللہ چیونٹی کے چلنے کی آہٹ کو بھی سُنتے ہیں۔انسانی کان اور آنکھ ہر وقت سُن اور دیکھ نہیں سکتے۔لیکن اللہ تو ہر پل دیکھتا اور سُنتا ہے۔لوگوں کے شرک میں مبتلا ہونے کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو اُس کی مخلوقات سے تشبیہ دیتے ہیں۔مثلاً فوت شدہ نیک لوگوں کی قبروں سے مدد مانگنے والے کہتے ہیں کہ یہ بزرگ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ہماری ان کے آگے اور ان کی اللہ کے آگے۔

اکثر لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ جیسے بادشاہ سے ملنے کے لئے کسی وزیر کی سفارش ضروری ہے، ایسے ہی اللہ سے فریاد پوری کروانے کے لئے اُس کے نیک بندوں کی سفارش ضروری ہے۔ یعنی وہ انسانی جسم رکھنے والے دنیا کے چند روزہ بادشاہ کو ہمیشہ زندہ رہنے والے اور ہر نقص سے بے عیب کائنات کے شہنشاہ اللہ ﷻ سے تشبیح دیتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کو کسی انسان سے تشبیح دینا شرک کی پہلی سیڑھی ہے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو کسی مخلوق کی صفت سے تشبیح دینے کی کوشش کرے گا، وہ گمراہ ہو کر شرک کے راستوں پر بھٹک جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ایسے ہی باخبر ہے جیسے محمد رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں ہونے کے باوجود اپنی اُمت سے باخبر ہیں، تو پھر بھلا وہ اللہ کو براہِ راست کیوں پکارے گا؟ پھر وہ ''یا اللہ مدد'' کے بجائے ''یا رسول اللہ مدد'' کیوں نہیں کہے گا؟ جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مشکل ایسے آسان فرماتا ہے جیسے حضرت علیؓ اپنے ماننے والوں کے لئے مشکل کشا ہیں تو پھر اُسے اللہ سے مانگنے کی کیا ضرورت؟ پھر وہ ''یا اللہ مدد'' کے بجائے ''یا علیؓ مدد'' کیوں نہیں کہے گا؟ وہ یہی سوچے گا کہ میں گناہ گار بجائے اس کے کہ اللہ کو براہِ راست پکاروں، کیوں نہ میں اپنی حاجات محمد رسول اللہ ﷺ یا حضرت علیؓ کے سامنے رکھوں تا کہ وہ اللہ سے میری حاجات منوا سکیں۔

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾(4) [الاخلاص:112] ''اور اُس (اللہ) کی برابری کرنے والا کوئی بھی نہیں''

جس چیز کو کسی دوسری چیز سے تشبیح دینی ہو تو اس کے لئے دو شرائط ہیں: (۱)۔ تشبیح دی جانے والی چیز اصل چیز کے برابر کی ہو۔ (۲)۔ اُس کی صفات اصل چیز سے ملتی ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نہ تو کوئی برابری کرنے والا ہے اور نہ ہی اُس کی کوئی صفت کسی مخلوق کی صفت سے مماثلت رکھتی ہے۔ سادہ الفاظ میں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اللہ کی تمام صفات بے عیب اور لامحدود ہیں اور مخلوقات کی تمام صفات پُر عیب اور محدود ہیں۔ مثلاً آپ اس وقت زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی زندہ ہیں۔ لیکن آپ کے زندہ ہونے میں یہ نقص موجود ہے کہ آپ کو اُونگھ اور نیند آتی ہے اور ایک دن آپ کو موت آجائے گی۔ لیکن اللہ کی زندگی ایسی ہے جس میں موت تو ناممکن، اُونگھ اور نیند تک نہیں ہے [البقرہ:255]۔

۵۔ توحید الاسماء کا تقاضا ہے کہ اللہ کے نام اصل شکل میں مخلوق کو نہ دیے جائیں۔ یہ اللہ کی نشانی ہے کہ کائنات میں اُس کا کوئی ہم نام نہیں۔

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴾(65) [مریم:19] ''کیا تم اُس کے کسی ہم نام کو جانتے ہو؟''

عربی زبان میں کسی اسم سے پہلے ''الف اور لام'' کا اضافہ کرنے سے وہ اسم ''اسمِ معرفہ'' بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء الحسنیٰ اسمِ معرفہ ہوتے ہیں مثلاً **الرؤف** (سب سے زیادہ شفیق)، **الرحیم** (سب سے زیادہ مہربان)۔ اللہ کے کچھ نام ایسے ہیں جو اسمِ نکرہ کی صورت میں انسانوں کے لئے بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں، کیونکہ اللہ نے اُنہیں نبی ﷺ کے لئے استعمال کیا۔ مثلاً **اللہ ﷻ نے فرمایا:**

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾(128) ''یقیناً تمہارے پاس آچکا ہے ایک رسول تم ہی میں سے، ناگوار ہے اُس کے لئے ہر وہ بات جو تمہیں تکلیف پہنچائے اور حریص ہے تمہاری بھلائی کا، ایمان والوں پر بہت شفیق (رؤف)، بہت مہربان (رحیم) ہے'' [التوبۃ:9]

اللہ کے اسماء الحسنیٰ اصل حالت میں انسانوں کے لئے استعمال کرنے کے لئے اُن کے شروع میں عَبْد کا اضافہ کیا جائے، جس کا مطلب غلام یا نوکر ہوتا ہے۔ مثلاً عبد الرؤف اور عبد الرحیم وغیرہ۔ توحید الاسماء کو برقرار رکھنے کے لئے یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ انسان اپنے بندہ اور غلام ہونے کی نسبت صرف اللہ کی طرف کرے، نہ کہ اللہ کی مخلوق کی طرف۔ عبد النبی (نبیؐ کا بندہ)، عبد الحسین (حسینؓ کا بندہ)، علی بخش (حضرت علیؓ کا بخشا ہوا)، پیر دتا (پیر کا عطا کردہ) وغیرہ جیسے نام توحید الاسماء کے خلاف ہیں اور ان میں شرک کی آمیزش ہے۔

توحید العبادت

توحید کا سب سے اہم پہلو توحید العبادت ہے۔ توحید العبادت کو توحید الوہیّت بھی کہا جاتا ہے۔ توحید الوہیّت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ الٰہِ واحد ہے، یعنی اللہ تن تنہا ہی معبودِ برحق ہے اور ہر طرح کی قولی اور بدنی عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذاتِ اقدس ہے۔

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ وَ اِلٰـهُـكُـمْ اِلٰـهٌ وَّاحِـدٌ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْم (163) ﴾ [البقرة: 2]

”اور تمہارا معبود تو ایک ہی معبود ہے، اُس کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں، وہ نہایت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے“

اِلٰہ ایک جامع لفظ ہے۔ **اِلٰہ** میں جو صفات پائی جاتی ہیں، کوئی اور لفظ ان صفات کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ **اِلٰہ** اُس ذات کو کہتے ہیں جو ہر قسم کی عبادات (دعا، نماز، روزہ، حج، قربانی، نذر و نیاز وغیرہ) کی مستحق ہو۔ جس کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا جائے۔ جس سے دن اور رات کی کسی بھی گھڑی میں مدد مانگی جا سکے۔ جو ہمیشہ زندہ رہے اور اُسے موت نہ آئے۔ جو تمام مخلوقات کی بولیاں جانتا ہو۔ جو ہر چیز پر قادر ہو۔ سب اُس کے محتاج ہوں لیکن وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ لفظ **اِلٰــــہ** میں توحید کے تمام پہلو اس طرح شامل کر دیے گئے ہیں کہ **لَا اِلٰــــهَ اِلَّا اللہ** کہنے کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ توحید کی تمام تفصیلات لفظ **اِلٰــــہ** کی تشریحات ہیں۔

توحید العبادت کا انتہائی اہم تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو مدد کے لئے نہ پکارا جائے، یعنی صرف اللہ ہی سے دعا کی جائے۔ ہر دور میں اپنے آپ کو مسلمان سمجھنے اور کہلوانے والوں کی ایک بڑی اکثریت توحید العبادت کے اس تقاضے کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے شرک کی مُرتکب ہوتی رہی ہے۔ ہر مسلمان دن میں کم از کم سترہ دفعہ اپنی نمازوں میں یہ الفاظ کہتا ہے: **اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ** ”ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں“ لیکن مسلمانوں کی اکثریت کا عقیدہ اور عمل اس آیت کے برعکس ہے۔ اکثر کلمہ پڑھنے والے نماز میں ”اے اللہ ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں“ کہنے کے بعد یا رسول اللہ ﷺ مدد، یا غوثِ اعظم مدد، یا علیؓ مدد وغیرہ کا وِرد کرتے ہیں، یعنی نماز میں اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر جھوٹ بولتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت میں اللہ کی عبادت کو اللہ سے مدد مانگنے سے جوڑ دیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارنا اللہ کی عبادت کرنا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں بھی دعا کرنے کو عبادت کہا گیا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں کہ **محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:** ”دعا عبادت ہے“ پھر آپؐ نے تلاوت فرمائی:

﴿ وَ قَـالَ رَبُّـكُـمُ ادْعُـوْنِـيْٓ اَسْتَجِبْ لَـكُـمْ (60) ﴾ [المؤمن: 40] ”اور تمہارے ربّ نے فرمایا مجھ ہی سے دعا کرو، میں ہی تمہارا سوال پورا کروں گا“ [رواہ امام ترمذیؒ، ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ والامام احمدؒ]

قرآن اور صحیح حدیث سے واضح ہے کہ مافوق الاسباب مدد کے لئے پکارنا یا دعا کرنا عبادت ہے۔ اس عبادت میں غیر اللہ کو شامل کرنا شرک ہے۔ چنانچہ جو انسان کسی فوت شدہ نیک بزرگ، صحابی یا پیغمبر سے مدد مانگتا ہے، وہ اُسے اللہ کی عبادت میں شریک کرتا ہے۔ توحید العبادت کا ہر زمانے کے مشرکوں نے انکار کیا۔ مُردوں یا بتوں کے بغیر صرف اللہ ہی سے مدد مانگنے کے لئے کوئی مشرک تیار نہیں۔

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (1) اَللّٰهُ الصَّمَدُ (2) لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ (3) وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (4) ﴾ [الاخلاص]

”کہو وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اُس نے نہ کسی کو جنم دیا اور اُسے کسی نے جنم نہیں دیا۔ اور اُس کے برابر کوئی بھی نہیں“

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن